اسرائیلی فتنہ، مسلم اُمہ اور عالمی ضمیر

علّامہ محمد اقبال ○

میں عوام الناس کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ عربوں کے ساتھ جو ناانصافی ہوئی ہے، میں بھی اسے اتنا ہی شدت سے محسوس کرتا ہوں جتنا کوئی اور شخص محسوس کرسکتا ہے کہ جو مشرق قریب کی صورتِ حال سے باخبر ہو.... برطانوی مدبرین جس مسئلہ سے نبرد آزما ہیں، وہ صرف فلسطین ہی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ سارے عالم اسلام کو سنجیدگی کے ساتھ متاثر کرتا ہے۔

اگر اس مسئلے کا تاریخی پس منظر میں مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خالصتاً مسلم مسئلہ ہے۔ اسرائیل کی تاریخ کی روشنی میں فلسطین، یہودیوں کے مسئلے کی حیثیت سے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے بیت المقدس میں داخلے سے تیرہ سو برس پہلے ختم ہو چکا ہے۔ جیسا کہ پروفیسر ہاکنگز نے کہا ہے کہ اِدھر اُدھر پھیل جانا بالکل رضاکارانہ تھا اور ان کی مقدس کتابوں کا بیش تر حصّہ بھی فلسطین سے باہر لکھا گیا۔ نہ یہ مسیحی مسئلہ ہی تھا۔ جدید تاریخی تحقیق تو 'پیٹر حرمٹ' کے وجود کو بھی شک کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اگر یہ فرض کرلیں کہ صلیبی جنگیں، فلسطین کو مسیحی مسئلہ بنانے کی کوشش تھی،

○ ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو 'اعلان بالفور' کے ذریعے برطانوی سامراجی سلطنت نے، سرزمین فلسطین پر ایک یہودی نسل پرست ریاست کے قیام کا زہریلا بیج ڈالا۔ اس طرح صہیونیت نے مغربی طاقتوں کی پشت پناہی سے یہاں زمینوں کی خریداری اور قبضے کا آغاز کیا۔ فلسطینی باشندوں اور زبردستی مسلط کیے جانے والے یہودیوں کے درمیان چپقلش شروع ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں یہ تناؤ خوں ریز فسادات میں تبدیل ہوگیا، جس کے نتیجے میں برطانوی سلطنت نے ۷/اگست ۱۹۳۶ء کو ایرل پیل کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا، جس نے ۷جولائی ۱۹۳۷ء کو ایک رپورٹ پیش کی، جس نے باقاعدہ فلسطین کو تقسیم کرنے کا منصوبہ دیا___ اسی فتنہ پرور رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے علّامہ محمد اقبال نے ۲۷جولائی ۱۹۳۷ء کو یہ بیان حکومت برطانیہ کو مخاطب کرتے ہوئے پنجاب مسلم لیگ کے جلسے منعقدہ لاہور میں پڑھنے کے لیے بھیجا۔ اُردو ترجمہ اقبال احمد صدیقی نے کیا ہے۔ جب کہ انگریزی متن، اُردو ترجمے کے بعد دیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

تو یہ کوشش بھی صلاح الدین [ایوبی] کی فتوحات کے باعث ناکام ہوگئی۔ لہٰذا، میں فلسطین کو خالصتاً مسلم مسئلہ قرار دیتا ہوں۔

جہاں تک مشرق قریب کے مسلمانوں کا تعلق ہے۔ برطانوی سامراجی عزائم اس قدر مکمل طور پر بے نقاب نہیں ہوئے تھے، جس قدر فلسطین شاہی کمیشن کی رپورٹ سے ہوئے ہیں۔ فلسطین میں یہودیوں کے لیے قومی وطن کا تصور محض ایک حربہ ہے۔ درحقیقت برطانوی سامراج کو مستقل انتداب (mandate) کی شکل میں مسلمانوں کے مذہبی وطن میں ایک گھر کی جستجو تھی۔ دراصل یہ ایک خطرناک تجربہ ہے جو فی الحقیقت برطانوی سامراج کے لیے آیندہ مشکلات کا آغاز ثابت ہوگا.... ارضِ مقدس کی فروخت بشمول مسجدعمر جو عربوں پر مسلط کی گئی مارشل لا کے نفاذ کی دھمکی کے ساتھ اور جسے ان کی فیاضی کے نام پر اپیل کے ذریعے نرم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سے ان کے تدبر کے دیوالیہ پن کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہودیوں کو ایک زرخیز قطعۂ زمین کی پیش کش اور عربوں کو اس کے عوض پہاڑی صحرا اور اس کے ساتھ کچھ نقدی دینا سیاسی دانش نہیں ہے۔ یہ لین دین گھٹیا درجے کا ہے اور ایک عظیم قوم کے نہ صرف شایانِ شان نہیں بلکہ ان کے وقار کے لیے ضرر رساں ہے، جن کے نام پر عربوں سے آزادی اور کنفیڈریشن کے قیام کے قطعی وعدے کیے گئے تھے۔

میرے لیے اس مختصر بیان میں فلسطین رپورٹ پر تفصیل سے بحث کرنا ناممکن امر ہے۔ تاہم، کچھ اہم سبق ہیں جو مسلمانانِ ایشیا کو سیکھنے چاہییں۔ تجربے نے صریحاً واضح کر دیا ہے مشرق قریب کے لوگوں کی سیاسی سالمیت کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ترکوں اور عربوں میں فوراً دوبارہ اتحاد قائم کیا جائے۔ وہ حکمت عملی کہ ترکوں کو عالمِ اسلام سے علیحدہ کر دیا جائے، اب بھی رُوبہ عمل ہے۔ کبھی کبھی یہ سننے میں آتا ہے کہ ''ترک، اسلام کو مسترد کر رہے ہیں''۔ اس سے بڑا جھوٹ کبھی نہیں بولا گیا۔ جن لوگوں کو اسلامی قوانین کے تصورات کی تاریخ کا مطلق علم نہیں، وہ آسانی سے اس قسم کے شرانگیز پروپیگنڈے کا شکار ہوجاتے ہیں۔

عربوں کو مزید یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ان عرب بادشاہوں کے مشورے پر اعتماد کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے، جو آزاد شعور کے ساتھ اُمورِ فلسطین کے بارے میں آزاد فیصلے کرنے کے اہل نہیں۔ وہ جو کچھ فیصلہ کریں، خود کریں اور اس مسئلے کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر کریں جو انھیں اس وقت درپیش ہے۔

موجودہ لمحہ، ایک آزمایش کا لمحہ بھی ہے۔ ایشیا کے آزاد غیر عرب ممالک کے مسلم مدبرین کے لیے [ترکی کی عثمانی] خلافت کے خاتمے کے بعد سے یہ پہلا بین الاقوامی مسئلہ ہے، جس کی مذہبی اور سیاسی دونوں نوعیتیں ہیں جن کا تاریخی قوتیں سامنا کرنے پر مجبور کر رہی ہیں۔ مسئلہ فلسطین کے امکانات آخرکار انھیں یہ سوچنے پر مجبور کرسکتے ہیں۔ اس برطانوی، فرانسیسی ادارے کے تعلق سے، جس کے وہ ارکان ہیں اور جسے غلط طور پر 'انجمن اقوام' کہا جاتا ہے اور ایسے عملی ذرائع پر غور کریں، جن سے 'مشرقی انجمن اقوام' تشکیل پاسکے۔

علامہ اقبال کے بیان کا انگریزی متن

I assure the pepole, that I feel the injustice done to the Arabs as keenly as anybody else, who understands the situation in the Near East.... British statesmen are tackling is not one of Palestine only, but seriously affects the entire Muslim world.

The problem, studied in its historical perspective, is purely a Muslim problem. In the light of the history of Israel, Palestine ceased to be a Jewish problem long before the entry of Caliph 'Umar into Jerusalem more that 1300 years ago. Their dispersion, as Professor Hockings has pointed out, was perfectly voluntary and their scriptures were for the most part written outside Palestine. Nor was it ever a Christian problem. Modern historical research has doubted even the existence of Peter the Hermit. Even if we assume that the Crusades were an attempt to make Palestine a Christian problem, this attempt was defeated by the victories of Salah-ud-Din. I, therefore, regard Palestine as a purely Muslim problem.

Never were the motives of British imperialism as regards the Muslims people of the Near East so completely unmasked as in the *Palestine Royal Commission Report*. The idea of a national home for the Jews in Palestine was only a device. In fact, British imperialism sought a home for itself in the form of a permanent mandate in the religious home of the Muslims. This is indeed a dangerous experiment.... It is really the begginning of the future difficultes of British imperialism. The sale of the Holy Land, including the Mosque of 'Umar, inflicted on the Arabs with the

threat of martial law and softened by an appeal to their generosity, reveals bankruptcy of statemanship rather than its achievement. The offer of a piece of rich land to the Jews and the rocky desert plus cash to the Arabs is no political wisdom. It is a low transaction unworthy and damaging to the honour of a great people in whose name definite promises of liberty and confederation were given to the Arabs.

It is impossible for me to discuss the details of the *Palestine Report* in this short statement. There are, however, important lessons which Muslims of Asia ought to take to heart. Experience has made it abundantly clear, that the political integrity of the peoples of the Near East lies in the immediate reunion of the Turks and the Arabs. The policy of isolating the Turks from the rest of the Muslim world is still in action. We hear now and then that the "Turks are repudiating Islam". A greater lie was never told. Only those who have no idea of the history of the concepts of Islamic Jurisprudence fall an easy prey to this sort of mischievous progaganda....

....The Arab people must further remember that they cannot afford to rely on the advice of those Arab Kings, who are not in a position to arrive at an indpendent judgment in the matter of Palestine with an independent judgment in the matter of Palestine with an independent conscience. Whatever, they decide, they should decide on their own initiative after a full understanding of the problem befor them.

The present moment is also a moment of trial for the Muslim statesmen of the free non-Arab Muslim countries of Asia. Since the abolition of the [Turkish Ottoman] Caliphate this is the first serious international problem of both a religious and political nature.... The possibilities of the Palestine problem may eventually compel them seriously to consider their position as members of that Anglo-French institution, miscalled the League of Nations, and to explore practical means for the formation of an Eastern League of Nations. (*Speeches, Writings & Statements of Iqbal,* edited by Latif Ahmed Sherwani, p 293-205).